

جدید مسائل حج و عمرہ

سفر حج میں منیٰ اور مزدلفہ کے اندر قصر کا حکم

زیر نظر مضمون پر جامعہ صولتویہ مکہ مکرمہ سے قدر اختصار کے ساتھ فتویٰ موصول ہوا۔ دارالافتاء جامعہ المرکز الاسلامی نے مسئلے کی اہمیت اور ضرورت محسوس کرتے ہوئے مسئلہ مجوشہ کے متعلق مزید اضافہ اور حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کے سرپرستی میں منعقدہ سیمینار بنام جدید مسائل حج و عمرہ کے مقالہ نگار حضرات کی مقالات کی تلخیص اور آراء شامل اشاعت کر دی گئی ہیں افادہ عام کے پیش نظر نذر قارئین ہے (ادارہ)

نمبر شمار ذیلی عنوانات

- ۱: مسئلہ مذکورہ کے متعلق دارالافتاء جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان کا تحقیقی جواب
- ۲: مسئلہ مجوشہ کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی منعقدہ بمبئی کے آراء و تجاویز
- مجمع الفقہ الاسلامی بمبئی میں پیش شدہ مقالہ نگار حضرات کے مقالات کی تلخیص اور آراء جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔
 - (۱) رائے گرامی محمد رضوان القاسمی دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد
 - (۲) رائے گرامی مولانا محفوظ الرحمن شاہین جمالی
 - (۳) رائے گرامی اشتیاق احمد اعظمی دارالعلوم منو۔
 - (۴) رائے گرامی عبداللطیف مظاہروی، جامعہ نذیر کا کوئی گجرات
 - (۵) رائے گرامی اخلاق الرحمن قاسمی، جامعہ اکل کلوامہ رانشرا
 - (۶) رائے گرامی مولانا قدرت اللہ باقوی
 - (۷) رائے گرامی راشد حسین ندوی رائے بریلی
 - (۸) رائے گرامی مفتی عزیز الرحمن بجنور
 - (۹) رائے گرامی مولانا اعجاز احمد قاسمی الملہ لادہ ہونی لاہور
 - (۱۰) رائے گرامی سید اسرار الحق سبیلی حیدرآباد

پہلے دور میں مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سب الگ الگ مقامات تھے۔ اور ان مقامات کے درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا چنانچہ عرصہ دراز سے اسی اعتبار سے قصر و اتمام کے مسائل بتائے جاتے ہیں، لیکن گزشتہ چند سالوں سے مکہ معظمہ کی آبادی اس تیزی سے بھٹی شریع ہوئی کہ منیٰ تین جانب سے مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہو گیا چنانچہ ۱۴۲۰ھ میں معتبر علماء و مفتیان کرام نے بذات خود مشاہدہ کر کے منیٰ کو مکہ معظمہ میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ

معظمہ کی آبادی سے عزیز یہ کی جانب متصل ہو چکا ہے لہذا اب قصر و اتمام کے بارے میں مزدلفہ کا حکم بھی مکہ معظمہ اور منیٰ کے حکم میں ہے اور جن حجاج کرام کا مکہ معظمہ میں آمد کا اور وہاں ہی وقفہ پندرہ دن کا ہو رہا ہو وہ سب اتمام کریں گے، اور اس مدت میں منیٰ اور مزدلفہ میں رات گزارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع نہیں ہوگا کیونکہ منیٰ اور مزدلفہ اب مکہ معظمہ ہی کے حکم میں ہیں، اور عرفات میں چونکہ صرف دن کا قیام ہوتا ہے لہذا وہاں بھی اتمام کا حکم ہوگا۔

واضح رہے کہ اس فتویٰ کا تعلق مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدود شرعیہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب تو قیفی ہے۔ ان میں ترمیم و اضافہ کا کسی کو حق نہیں ہے البتہ قصر و اتمام کے مسائل میں حکم وہ ہوگا جو مذکورہ فتویٰ میں بیان کیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷ اذی الحج ۱۴۲۲ھ بروز دو شنبہ بر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

عبدالحق غفرلہ خادم دارالعلوم دیوبند
شبیر احمد عثمانی اللہ عنہ جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد
محمود حسن غفرلہ بلند شہری خادم دارالعلوم دیوبند
احقر محمد سبحان منصور پوری غفرلہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد
شیخ محمد عیدک خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
مشرق علی تھانوی دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور
محمد فاروق علی خادم جامعہ محمودیہ عربیہ علی پور میرٹھ
مبین احمد قاسمی استاد جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ
مقصود عالم خادم الاسلام ہاپوڑ ضلع غازی آباد یو پی الہند
عبدالستار دارالافتاء افضل العلوم تاج سنج آگرہ
محمد ابوکلام مرکزی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربی بھوپال (یو پی)
مسئلہ مذکورہ کے متعلق دارالافتاء جامعہ المرکز الاسلامی کا تحقیقی جواب:-
(۱) تمہید:-

نماز کے قصر و اتمام کے متعلق قدیم فقہی روایات یہ ہیں کہ منیٰ اور مزدلفہ حکم قصر اور اتمام صلوٰۃ میں مکہ سے علیحدہ ہیں یہاں تک کہ اگر کسی نے مکہ اور منیٰ دونوں میں اقامت کی نیت کر لی تو یہ اتمام نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اتمام کے لئے اتحاد مکان کی نیت شرط ہے اور اقامت ایک ہی جگہ میں متصور ہوگا۔ جب کہ منیٰ اور مکہ دونوں علیحدہ مکانیں ہیں اور "الاقامہ لانکون فی مکانین کے حسب ضابطہ (دو مکانوں میں) ایک ہی وقت پر اقامت نہیں ہو سکتا ہاں البتہ اگر ایک جگہ نیت پکڑے تو اس میں داخل ہونے کی صورت میں وہاں مقیم شمار ہوگا کما فی البحر الرائق: قوله (لا بمکة ومنیٰ) ای لو نوى الإقامة بمکة خمسة عشر يوماً فإنه لا يتم الصلوٰۃ لان الإقامة لا تكون فی مکانین اذ لو جازت فی مکانین لجاز فی اماکن فیو ذی الی ان السفر لا يتحقق لان الإقامة المسافر فی المراحل لو جمعت كانت خمسة عشر يوماً او اکثر إلا اذا لوی ان یقیم باللیل فی احدہما فیصیر مقيماً بد خوله لہ لان الإقامة المرء تضاف الی بیتہ یقال فلان یسکن فی حارة کذا وان کان بالنهار فی الاسواق ثم بالخروج الی الموضع الآخر لا یصیر مسافراً (البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۳۲) لیکن یہ مسئلہ اس وقت تھا جس وقت مکہ معظمہ منیٰ اور مزدلفہ کی سکان محدود مقدار میں تھے۔ اس لحاظ سے ہر ایک ان میں سے ملگ لگ مقومات تھے اور ان مقامات کے

درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا چنانچہ عرصہ دراز سے قصر و اتمام کے مسائل بتائے جاتے ہیں لیکن گزشتہ چند سالوں سے مکہ معظمہ کی آبادی اس تیزی سے پھیلتا شروع ہوا کہ مئی تین جانب سے مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہو گیا لہذا ان تمام مقامات کو قصر و اتمام کے حکم میں بھی ایک ہی جگہ محسوب ہوں گے اور یہ بات علماء اور جدید مفتیان کرام کے مشاہدے سے ثابت ہوئی چنانچہ انہوں نے بذات خود مشاہدہ کر کے مئی کو مکہ معظمہ میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا اسی طرح جب دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کی آبادی کے عزیز یہ کی جانب متصل ہو چکا ہے ان مشاہدات کی بناء پر یہ کہنا بجا ہوگا کہ اب ان مقامات میں قصر و اتمام کا حکم مکہ معظمہ کے حکم میں ہوگا اور مکہ معظمہ میں قیام کے دوران مئی اور مزدلفہ میں رات گزارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع نہیں اس لئے کہ مئی اور مزدلفہ اب مکہ معظمہ کے حکم میں ہے، اور ایک ہی مصر کے کے الگ الگ مقامات پر جانا موجب قصر صلوٰۃ نہیں بلکہ ایک ہی جگہ کے دو مختلف مقامات میں نیت اقامت درست ہے یہاں تک کہ اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف مسافر ہو کر نکلا تو قصر نہیں کر سکتا بلکہ اتمام صلوٰۃ پر مامور ہوگا "کما فی البحر قولہ: فیہ بالمصرین و مرادہ موضعان صالحان للاقامة لا فرق بین المصرین او القرینین او المصر و القرینة للاحتراز عن نية الاقامة فی موضعین من مصر واحد او قرية واحدة فانها صحیحة لانہما متحدان حکما الاتوی انہ لو خرج الیہ مسافر الم یقصر البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۳۶ و کما فی الہندیة: ولو نوى الاقامة خمسة عشرة يوماً فی موضعین فان کان کل واحد منهما اصلاً بنفسه نحو مكة و منی و الکوفة و الحیرة لا یصیر مقيماً وان کان احدهما تبعاً للأخر حتی تجب الجمعة علی مکان یصیر مقيماً (الہندیة ج ۱ ص ۱۴۰) و ایضاً فی زکوة کتاب المناسک ان الحاج اذا دخل مكة فی ایام العشر و نوى الاقامة نصف شهر لا تصح لأنه لا بد له من الخروج الی عرفات فلا یتحقق الشرط و قیل کان هذا سبب تفقه عیسى بن ابان... الہندیة ج ۱ صفحہ ۱۴۰) کتبہ "محمد" شریک سال دوم درجہ تخصص الجواب الصحیح مفتی نعمت اللہ حقانی ۱۴۲۵ھ ۲۴ صفر۔ مسئلہ مجوشہ کے متعلق مجمع الفقہی الاسلامی الہند منعقدہ بمبئی کے اراء و تجاویز:-

حج و عمرہ کے جدید مسائل اور ان کے حل کے نام پر اسلامک فقہ اکیڈمی ہند کے زیر ادارت دسواں فقہی سیمینار منعقد ہوا۔ بمبئی میں اہل علم و تحقیق حضرات کی طرف سے متعلقہ موضوع کے حوالے سے مقالات پیش کئے گئے جن میں موضوع مجوشہ (منی میں قصر کا حکم) پر بھی ان ہی اہل علم کی اراء اور تجاویز پیش ہوئیں موضوع کے مناسبت اور اضافی الافادہ کے پیش نظر انہی کے ارا من و عن نذر قارئین ہیں (ادارہ)

(۱) رائے گرامی محمد رضوان القاسمی دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد:-

اگر سعودی حکومت نے منی کو مکہ میں شامل کر لیا ہے اور وہ حدود مکہ میں داخل ہو گیا ہے اور حاجی کے دونوں مقامات پر قیام کی مدت 15 دن یا اس سے زائد ہو جاتی ہے تو وہ مقیم ہوگا اور اگر حکومت نے منی کو مکہ سے علیحدہ رکھا ہے تو پھر وہ مقیم نہیں ہوگا بلکہ احکام قصر اس پر جاری ہوں گے۔

(۲) رائے گرامی مولانا محفوظ الرحمان شاہین جمالی:-

مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان کا فاصلہ اگر ایک سو پچاس گز (۳۹۶) میٹر سے کم ہو اور درمیان میں زری زمین نہ ہو تب اس کو مکہ کے حکم میں شامل کیا جائے گا ورنہ نہیں فان اتصل بمصر اعتبر لمجاورته وان انفصل بغلوة او مزرعة فلا (رد المحتار ج ۱ ص ۷۳۲)

(۳) رائے گرامی اشتیاق احمد اعظمی دارالعلوم ممبئی:-

حج کا سفر کرنے والا ایام حج سے اتنی مدت پہلے مکہ مکرمہ پہنچتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں 15 یوم قیام سے قبل ہی ایام حج شروع ہو جاتے ہیں اور وہ منیٰ چلا جاتا ہے تو اگر مکہ مکرمہ اور منیٰ دونوں میں اقامت کی مدت مجموعی طور پر 15 روز ہو جاتی ہے تو مقیم شمار ہوگا کیونکہ اب مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھ کر منیٰ سے متصل ہو چکی ہے اور مکہ مکرمہ اور منیٰ دونوں دو جگہیں متصور نہیں ہوتیں بلکہ دونوں کو ایک ہی جگہ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ منیٰ اب مکہ مکرمہ ہی کا ایک محلہ بن چکا ہے چنانچہ منیٰ کا علاقہ حی العزیزہ کے ذیل میں آتا ہے۔ بلدیہ بھی ایک ہے اس لئے منیٰ کو اب مکہ مکرمہ سے الگ اور علیحدہ تصور نہیں کیا جاسکتا ہاں دو علیحدہ شہروں اور مستقلاً دو مختلف مقامات پر ملا کر مجموعی طور پر اگر 15 یوم اقامت کی نیت ہو تو وہ شرعاً مقیم نہ ہوگا جیسا کہ ماضی میں منیٰ اور مکہ مکرمہ کا یہی حکم تھا لیکن اب حالات کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آچکی ہے فقہاء کرام کی عبارتوں سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے، کہ اگر کوئی شخص دو مختلف جگہوں میں مجموعی طور پر 15 یوم اقامت کی نیت کرتا ہے تو وہ مقیم نہ ہوگا بلکہ مستقلاً ایک شہر میں 15 یوم کی اقامت کی نیت ضروری ہے۔ ہاں 15 یوم اقامت کی نیت دو ایسی جگہوں میں کر لے کہ ان میں ایک جگہ اصل ہو اور دوسرا اس کے تابع اور ماتحت تو اس صورت میں دونوں ملا کر بھی مجموعی مدت اقامت اگر 15 یوم ہو جاتی ہے تو یہ نیت اقامت معتبر ہوگی، اور وہ شخص مقیم ہوگا۔ علامہ عینی لکھتے ہیں، 'وفی المفید والتحففة لهذا اذا كان كل واحد منهما اصلا كمكة و منیٰ او كما الكوفة والحيرة فاذا كان احدهما تبعاً للاخر بان نوى الإقامة فی المصر و فی موضع آخر تبع لها و هو ما يلزم سا كنيه حضور الجمعة بصير مقيماً لانهما مكان واحد عینی شرح الھدایہ ج ۲ صفحہ ۹۷۵) علامہ عینی نے اگرچہ مکہ منیٰ کو مستقل جگہ شمار کیا ہے لیکن یہ اس زمانہ کے اعتبار سے تھا، آج کل کے حالات میں منیٰ چونکہ مکہ مکرمہ کے تابع محلہ بن چکا ہے اس لئے اب دونوں جگہیں ایک ہی مقام کے حکم میں ہوں گی اور اب دونوں میں مجموعی طور پر 15 یوم کی نیت اقامت سے وہ شخص مقیم ہوگا، (احکام حج و عمرہ صفحہ ۳۰۲)

(۴) رائے گرامی عبداللطیف مظاہروی۔ جامعہ نذیریہ کوسی گجرات۔

ایک آدمی ایسے وقت مکہ مکرمہ پہنچتا ہے کہ آٹھ ذی الحجہ 14 دن ہوتے ہیں اور آٹھویں ذی الحجہ کو پندرہواں دن ہے، جس میں وہ منیٰ جاتا ہے تو یہ آدمی مقیم ہے کیونکہ منیٰ کی آبادی اب مکہ مکرمہ سے متصل ہے لیکن آٹھ ذی الحجہ تک ۱۳ دن ہوتے اور پندرہویں دن وہ عرفات جاتا ہے تو یہ آدمی مسافر ہوگا کیونکہ عرفات مکہ مکرمہ سے الگ ہے نیز وہاں آبادی نہیں ہے عینہ یہی رائے خورشید اعظمی راگھوناتھ خورشید

پور منوکی ہے۔ ملاحظہ ہو (احکام حج و عمرہ ص ۳۱۵) چنانچہ کتاب ہذا کی صفحہ ۳۳۳ پر رائے صاحب کا تلخیص اس طرح تحریر کیا گیا ہے کہ ”۲ حج جب کہ مکہ مکرمہ کی آبادی پھیلتے پھیلتے منی کی آبادی سے جا لگی ہے اور منی مکہ مکرمہ شہر کے تابع ہو گیا ہے اس حالات میں اگر کوئی حاجی ایسے وقت مکہ مکرمہ پہنچتا ہے کہ یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ تک بھی اس کے پندرہ دن نہیں ہوئے تو وہ مسافر ہی رہے گا اور اگر مذکورہ مدت تک اقامت پوری ہو جاتی ہے تو وہ مقیم ہوگا۔ حوالہ بالا صفحہ ۳۳۳۔“

(۵) رائے گرامی اخلاق الرحمان قاسمی، جامعہ اکل کلوا مہاراشٹر:-

منی وادی محسر سے جمرہ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے اور یہ میدان مسجد حرام سے 3 میل کے فاصلے پر ہے (ایضاح المناسک ص ۴۵) یعنی مکہ مکرمہ اور منی کے درمیان مسافت سفر نہیں ہے اور ان دنوں تو دونوں کی آبادی متصل ہو گئی ہے یا کہا جائے کہ مکہ شہر پھیلے ہوئے منی کی آبادی کے متصل ہو گیا ہے گویا اب دونوں ایک ہی جگہ ہے لہذا حج کا سفر کرنے والا جو آیام حج یعنی ۸/ ذی الحجہ سے اتنی مدت قبل مکہ مکرمہ پہنچتا ہے تو مکہ مکرمہ میں 15 دن قیام سے پہلے ہی آیام حج شروع ہو جاتے ہیں اور وہ منی چلا جاتا ہے تو وہ مقیم ہوگا جب کہ اس نے پندرہ یوم مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کی نیت کی ہو اور قیام مکہ منی کا مجموعہ پندرہ یوم یا زیادہ ہو جاتے ہوں۔ ”السفر الذی یتغیر بہ الاحکام ان یقصد میسرۃ ثلاثۃ ایام ولیا لیاہا (ہدایہ) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قرية خمسة عشر یوماً او اکثر وان نوى اقل من ذالک قصر ہدایہ“ ج ۱ صفحہ ۱۲۲

(۶) رائے گرامی ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی:-

مکہ میں 15 دن سے زیادہ ہونے پر وہ مقیم ہوگا منی میں قصر کی ضرورت نہیں۔ (احکام حج و عمرہ ص ۳۷۲)

(۷) رائے گرامی مولانا سلطان احمد اصلاحی:-

منی کی آبادی کے مکہ سے متصل ہو جانے پر دونوں ایک ہی مقام تصور ہوں گے اور دونوں میں ملا کر 15 یوم پورا ہونے پر یہ شخص مقیم سمجھا جائے گا۔

(۸) رائے گرامی راشد حسین ندوی، رائے بریلی:-

اگر دونوں آبادیاں بالکل متصل ہو گئی ہیں تو اب منی کی حیثیت مکہ کے ایک محلہ جیسے ہوگی اور مذکورہ شخص مقیم کے حکم میں ہوگا (شامی ہندیہ اور بحر کی عبارات سے یہی معلوم ہوتا ہے)

(۹) رائے گرامی مفتی عزیز الرحمن، بجنور:-

حضرت مفتی صاحب ایک طویل تفصیل کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اب جب کہ مکہ مکرمہ کی آبادی اور منی کی آبادی متصل ہو گئی ہے تو وہ علت نہیں رہی جس کی بنیاد پر دونوں علیحدہ موضع سمجھے گئے تھے۔ لہذا اب دونوں کو ایک موضع سمجھتے ہوئے اقامت و سفر میں دونوں کو

ایک شمار کیا جانا چاہیے۔ پھر بھی اس سلسلے میں سعودی حکام یا وہاں کے مقیمین حضرات سے اس کی تحقیق کر لی جائے کہ وہاں کے بلدیہ کے اعتبار سے دونوں کا حکم کیا ہے کیونکہ بظاہر اب بھی دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ تو ضرور نظر آتا ہے۔ لیکن اب تو ترفہ کے طور پر بھی لوگ دور دور تک کے مکانات بناتے ہیں۔ اور ایک ہی شہر اپنے رقبہ کے اعتبار سے دور تک پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں مسئلہ کا مدار وہاں کے ذمہ داروں سے تحقیق پر منحصر رہے گا۔

(۱۰) منیٰ مکہ کا ایک حصہ ہے: رائے گرامی مولانا اعجاز احمد قاسمی املہ لا مد ہو بنی بہار:-

حج کا سفر کرنے والا اتنی مدت قبل مکہ پہنچا کہ 10 یوم سے پہلی ہی ایام حج شروع ہو جاتے ہیں اور وہ منیٰ چلا جاتا ہے تو ایسی صورت میں بھی وہ شخص مقیم ہوگا اس پر مسافر کے احکام جاری نہ ہوں گے اگر ارکان حج کی ادائیگی کے لئے مکہ اور منیٰ میں کم از کم 15 یوم رہنا ناگزیر ہو اس لئے کہ منیٰ منیٰ مکہ میں سے ہے اور وہ حرم کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”ہدیباً بالبع الکعبۃ“ کعبہ سے مراد منیٰ ہے اس لئے کہ وہ مکہ کے تابع ہے اس وجہ سے ہدایا اور ضحایا مکہ میں نہیں بلکہ منیٰ میں ذبح کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہدایہ کے حاشیہ پر ہے ”ان منیٰ من فناء مکہ فانہ من الحرم قال اللہ تعالیٰ ہدیباً بالبع الکعبۃ سماہ باسم الکعبۃ تبعالہ لمان الہدایا والضحایا لانحور بمکۃ بل بمنیٰ فذلک علیٰ انہ فی حکمہا عبارت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ منیٰ مکہ کا ایک حصہ ہے (علی ہامش الہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۲۸) لہذا ان دونوں جگہوں میں 15 یوم قیام ہو جاتا ہے تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ بالخصوص ایام حج میں منیٰ مکہ سے اتنا جڑ جاتا ہے کہ دونوں کی آبادی حکماً ایک ہو جاتی ہے۔ (احکام حج و عمرہ صفحہ ۳۶۸، ۷۰)

(۱۱) رائے گرامی سید اسرار الحق سمیلی حیدرآباد، مکہ و منیٰ میں اقامت کی نیت:-

یہ حقیقت ہے کہ آج منیٰ مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل قریب ہو گیا ہے اس لئے اگر آج کل مکہ اور منیٰ میں مجموعی طور پر پندرہ دن رہنے کی نیت ہو تو پوری نماز (تمام) پڑھی جائے فقہاء نے اتمام سے جو مخ کیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں منیٰ مکہ کی آبادی سے بہت دور تھا لیکن اب یہ بات نہیں رہی منیٰ کا شمار اب شہر مکہ میں ہی ہوتا ہے۔ (احکام حج و عمرہ صفحہ ۵۰۳)

ماخوذ از کتاب حج و عمرہ جدید مسائل اور ان کے حل مؤلفہ: حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی (سیکرٹری جنرل اسلامک فقہ اکیڈمی ہند)

مقالات شامزئی

اہم اور جدید مسائل پر مشتمل علمی تحقیق کیلئے جامعہ کے فقہی مجالس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی کے پیش کردہ واقعہ علمی، فقہی مقالات شائع کی جا رہی ہیں۔ شائقین حضرات کا پی محفوظ کر لیجئے۔ (ادارہ)